چوتھا آدمی

اس نے اکثر سڑک کے کنارے کسی بے سہارا آدمی کی نعش کے اطراف چند آدمیوں کو دیکھا تھا جو نعش کے قریب کھڑے کفن دفن کے لیے چندہ مانگا کرتے تھے۔ کبھی کبھار یہ لوگ آنے جانے والوں کا راستہ بھی روک لیا کرتے تھے تا کہ وہ بھی اس کارِ خیر میں شریک ہوں۔ مگر وہ واحد آدمی تھا جس نے اب تک اپنی جیب سے ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ نعش کا بھی بیوپار کرتے ہیں۔

آج اُسے بڑا اچھنبا ہوا کہ نعش سڑک پر نہیں تھی بلکہ ڈولے میں پڑی سڑ رہی تھی لوگ پیسے نہیں مانگ رہے تھے بلکہ انھیں ایک ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو صرف کندھا دے سکے۔ ڈولے کو سہارا دینے کے لیے چار آدمیوں کی ضرورت تھی۔ اور وہ کل ملا کر تین خستہ حال آدمی تھے جنھیں ایک اور خستہ حال آدمی کی ضرورت تھی۔ چوتھا آدمی ایک لمحہ کے لیے ڈولے کے سامنے آ کر رک گیا تو تینوں خستہ حال آدمیوں نے اُسے حیرت سے دیکھا۔ ایک آدمی نے اس کے ہاتھ پر بندھی ہوی گھڑی کو دیکھ کر وقت پوچھا۔ اس نے جب وقت بتایا تو تینوں آدمیوں کے چہرے اُداسی سے لٹک گئے۔

'' کیا بات ہے یہ ڈولا یہاں سے کیوں نہیں اٹھتا۔''

'' ڈولے کو سہارا دینے کے لیے صرف ایک آدمی کی ضرورت ہے اور صبح سے ہمیں ایک آدمی بھی نہیں مل رہا ہے جو اس کارِ خیر میں ہمارا ساتھ دے۔''

'' قبرستان یہاں سے کتنی دور ہے۔'' چوتھے آدمی نے نڈھال لہجے میں پوچھا۔

'' یہی دو ایک میل مگر ڈولا اٹھنے پر کوی نہ کوئی تو مل ہی جاتا ہے۔ بس کسی چوتھے آدمی کا کندھا اگر مل جائے تو یہ نیکی کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔''

چوتھا آدمی شش و پنج میں پڑ گیا۔ اس نے ڈولے میں جھانک کر نعش کو دیکھا۔ پھر نہ جانے اُسے کیا سوجھی۔ یکبارگی کہہ اٹھا۔'' چلو ہم کندھا دیتے ہیں'' بسم اللہ کہہ کر وہ تینوں خستہ حال آدمی اچانک اٹھ کھڑے ہوئے۔

اب وہ چاروں ڈولے کو اٹھائے سڑک پار کر رہے تھے۔ وہ مختلف گلیوں، راستوں سے گزر رہے تھے۔ جنازے کو دیکھ کر لوگ یوں بدک رہے تھے جیسے یہ کبھی مریں گے ہی نہیں''

وہ جنازے کو تھامے مسلسل چل رہا تھا۔ اب اس کا کندھا جواب دے رہا تھا۔ وہ کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اُسے اپنا ایک ایک قدم من من بھر وزنی لگ رہا تھا اور اس کے ہاتھ اور کندھے کے درمیانی حصے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔

'' آخر قبرستان کب آئے گا'' اس نے مایوسی سے پوچھا۔

'' بس ذرا اور تکلیف اٹھا لیجئے۔'' بیک وقت تینوں آدمیوں نے جواب دیا جیسے وہ بھی کافی تھک گئے ہوں۔''

یہ تکلیف اب اس کے لیے عذاب بنتی جا رہی تھی۔ اس کا جی چاہا کہ تینوں خستہ حال آدمیوں کو گالیاں دے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ دور دور تک کہیں بھی قبرستان کا پتہ نہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا آدمی زندہ رہ کر بھی لوگوں کے لئے عذاب رہتا ہے اور مر کر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ایک لمحہ بعد ہی اس نے منھ ہی منھ میں اپنے آپ پر لعنت بھیجی۔ توبہ توبہ آج کیسے خیالات اس کے ذہن میں آ رہے ہیں۔ راستہ کسی طرح کٹ نہیں رہا تھا۔ وہ تینوں نعش کے بوجھ کو کندھے پر اٹھائے بڑی مردہ دلی اور مایوسی کے ساتھ تھکے تھکے قدم ڈالے آگے بڑھے جا رہے تھے اب تو چاروں آدمیوں کے چہرے یوں لگ رہے تھے جیسے یہ آدمی نہیں بھوتوں کے سائے ہوں۔

اب چوتھے آدمی پر تھکن کچھ اتنی طاری ہو چکی تھی کہ اُسے یہ بھی احساس نہیں رہا تھا کہ وہ چل بھی رہا ہے یا اس کے قدم زمین ہی کے اوپر کہیں معلق ہو گئے ہوں۔ اس نے ایک گہرا سانس چھوڑتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اس کے حلق سے ایک جملہ بھی نکل نہ سکا۔

تینوں خستہ حال آدمیوں نے یہ بات تاڑ لی کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن تھکن اور بھوک اس پر کچھ اس طرح طاری ہے کہ وہ اب بات کرنے سے بھی مجبور ہے۔ صرف لمبے لمبے سانس ہی کے ذریعہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان تینوں خستہ حال آدمیوں کا بھی بھوک اور تھکن سے بہت بُرا حال تھا۔ انھیں بھی احساس ہو رہا تھا کہ نیکی اب ان کا ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ صبر اور تحمل کی منزلیں اب معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔ فرار کا کوئی راستہ نہیں۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ان تینوں آدمیوں میں سے کسی نے بیمار آواز میں کہا۔

"وہ دیکھو قبرستان نظر آ رہا ہے۔"

چوتھے آدمی کی آنکھوں میں امید کے موہوم چراغ جھلملانے لگے لیکن وہ اب بھی شک اور یقین کے دوراہے پر کھڑا تھا۔

اب واقعی قبرستان کی دیواریں انھیں صاف کھائی دے رہی تھیں۔ وہ جب تھکے تھکے نڈھال سے قبرستان کے کمپاونڈ میں داخل ہوئے تو شام ہو رہی تھی۔ ان تینوں خستہ حال آدمیوں نے بسم اللہ کہہ کر جنازے کو قبرستان میں یوں رکھا جیسے وہ اب اپنا فرض ادا کر چکے ہوں۔

پھر چوتھے آدمی نے متحیر لہجے میں کہا۔

"ارے بھائی یہ تو اپنا قبرستان نہیں ہے۔" !